روز عرفہ کی عظمت

اور

دعائے عرفہ سے معرفت الٰہی کی چند جھلکیاں

سید رمیز الحسن موسوی[1]
Srhm2000@yahoo.com

کلیدی کلمات: عرفات، دعا، یوم عرفہ، معرفت الٰہی، اسما و صفات الٰہی، نعمات الٰہی، توبہ و انابہ

خلاصہ

کسی چیز میں تفکر وتدبر کے ساتھ اس کے ادراک کو عرفہ کہتے ہیں۔ نو ذی الحجہ کو روز عرفہ کا نام دیا گیا ہے۔ معرفت کے اس اہم ترین دن بندوں کو عبادت ودعا کی دعوت دی گئی ہے۔ یہ دن شب قدر کے بعد گناہوں کی بخشش کا عظیم ترین دن ہے۔ ائمہ اطہارؑ لوگوں کو اس دن کی اہمیت سے روشناس کراتے اور انہیں اس دن کے اعمال کی طرف متوجہ کراتے تھے۔ ائمہ معصومینؑ سے اس دن کی مناسبت سے بہت زیادہ دعائیں نقل ہوئی ہیں۔ جن میں سے سب سے اہم دعا، امام حسینؑ کی دعائے عرفہ ہے جس امیں اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کی معرفت، اپنے پروردگار سے پیمان و تجدید عہد، انبیائے کرام کی معرفت، عقیدہ معاد پر اعتقاد، آفاق کائنات میں غور وفکر، اللہ کی بے شمار نعمتوں پر حمد و شکر، بارگاہ الٰہی میں گریہ اور توبہ، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عفو وبخشش کی درخواست اور نیک اعمال وپسندیدہ صفات کی طرف رجوع ے کا عہد اور اپنی حاجات کی درخواست۔۔۔ جیسے مضامین پیش کئے گئے ہیں۔ اس مقالے میں عرفہ کے دن کی مناسبت سے امام حسین علیہ السلام کی دعا میں مذکور معرفت الٰہی کی چند جھلکیاں پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

روز عرفہ کی عظمت

"عَرَفَة" عربی زبان کا لفظ ہے جو مادہ "ع ر ف" سے کسی چیز کے آثار میں تفکر اور تدبر کے ساتھ اس کی شناخت اور ادراک کے معنی میں آتا ہے۔ (1) عرفہ کا نام سرزمین عرفات (مکہ مکرمہ کی وہ جگہ جہاں حاجی توقف کرتے ہیں) سے ماخوذ ہے اور عرفات کو اس لئے عرفات کہا جاتا ہے کہ یہ پہاڑوں کے درمیان ایک مشخص اور شناختہ شدہ زمین ہے۔ (2)

یوم عرفہ، اہم ترین اسلامی ایام میں سے ہے، اگرچہ اس دن کو عید کا نام نہیں دیا گیا، لیکن اس دن اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی عبادت اور اطاعت کی طرف دعوت دی ہے اور اُن کے لئے اپنے فضل واحسان کا دستر خوان بچھایا ہے۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے عرفہ کے دن ایک فقیر کی صدا سنی جو لوگوں سے مدد کی درخواست کر رہا تھا۔ امام علیہ السلام نے اُس کو مخاطب ہو کر فرمایا:

> "وائے ہو تم پر! کیا تم دست نیاز غیر خدا کی طرف دراز کر رہے ہو حالانکہ آج کے دن ماؤں کے پیٹ میں موجود بچے بھی اللہ تعالیٰ کے لطف و فضل سے بہرہ مند ہونے کی اُمید رکھتے ہیں اور سعادت مند ہو جاتے ہیں۔" (3)

بہت ساری احادیث میں اس دن کو گناہوں کے بخشے جانے کا خصوصی دن قرار دیا گیا ہے۔ (4) اور یہ دعا قبول ہونے کا دن۔ (5)

---

[1] ۔ مدیر مجلّہ سہ ماہی "نور معرفت" نور الہدیٰ مرکز تحقیقات (نمت) بارہ کہو، اسلام آباد

ہماری دینی ثقافت میں نو ذی الحجہ کو روز عرفہ کا نام دیا گیا ہے۔ دینی تعلیمات کے مطابق عرفہ کا دن، معرفت وشناخت کا دن ہے اور عرفہ کا دن، قیامت کے دن کی مانند ہے۔ انسان اس دن اس بات کا عرفان حاصل کرتا ہے کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے، اُسے کہاں جانا ہے اور روز محشر کی طرف اس سفر کے لئے اُسے کیا کیا کام انجام دینے چاہیں۔

بہر حال، عرفہ کا دن انسان کی طرف سے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں اپنے اعمال کا حساب دینے کا دن ہے۔ لہٰذا روز عرفہ انسان کو اپنے وجود کے اندر جھانکنے اور اپنا محاسبہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ائمہ معصومین علیہم السلام سے منقول روایات کے مطابق عرفہ کے دن کا بہترین عمل یہ ہے کہ انسان اپنے گناہوں کو یاد کرے اور تسبیح ہاتھ میں لے کر اپنے گناہوں کو شمار کرے اور تسبیح کا ایک ایک دانہ ہاتھ میں لیتے ہوئے کہے: "انی غفلتُ " اے اللہ! میں نے تم سے اور تو نے جن چیزوں کا حکم دیا ہے، اُن سے غفلت کی ہے۔" انی سھلتُ "میں نے اپنے بارے میں سستی و سہل انگاری کی ہے۔ غلفت اور سستی کے اسی اعتراف کی وجہ سے انسان کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

روز عرفہ کی عظمت کے لئے یہی کافی ہے کہ یہ دن شب قدر کی راتوں کے بعد گناہوں کی بخشش کا عظیم ترین دن ہے اس دن کی عبادت اور استغفار کے بدلے بے شمار گناہوں کی بخشش کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اس دن بندوں پر رحمت الٰہی کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں میدان عرفات میں موجود لوگوں اور دوسرے شہروں میں رہنے والے لوگوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ پس جو شخص بھی اس دن اپنے آپ کو غفلت سے نکالے گا اور معرفت الٰہی اور قرب الٰہی کی منازل طے کرے، بخشا جائے گا اور اس پر مغفرت اور رحمت الٰہی کے دروازے کھل جائیں گے۔

روز عرفہ کے دن کی مأثورہ دعاؤں سے پتا چلتا ہے کہ اگر کوئی چاہتا ہے کہ وہ حقیقی معنوں میں اپنے مالک وخالق کی معرفت حاصل کرے اور اپنے ربّ کا عاشق حقیقی قرار پائے تو اُسے اللہ تعالیٰ کی معرفت وشناخت کے تمام راستوں کو طے کرنا چاہیے۔ عالم طبیعت سے لے کر عالم انفس تک کی معرفت اور اس معرفت کے ذریعے اپنے رب اور خالق کی رحمت عام کی معرفت حاصل کرکے اُس کے اسماء و صفات اور کمالات کی معرفت تک پہنچے۔

پس عرفہ کا دن پروردگار عالم کی بارگاہ میں دعا ومناجات کا دن ہے۔ دعا کہ جو امام علی علیہ السلام کے فرمان کے مطابق انسانوں کا سب سے بڑا سرمایہ ہے، درحقیقت انسان کے پاس اپنا کچھ بھی نہیں، اس دنیا میں وہ فقط دعا کا مالک ہے۔ امیر المؤمنینؑ اسی مطلب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دعائے کمیل میں فرماتے ہیں:

" یا سریع الرّضا اغفر لمن لایملك الّا الدّعا" (6)

ترجمہ: "اے جلدی راضی ہونے والے اس شخص کو بخش دے کہ جس کے پاس دعا کے علاوہ کوئی اور سرمایہ نہیں۔"

لہٰذا انسان کے ہاتھ میں فقط دعا ہی وہ ہتھیار ہے کہ جس کے ذریعے وہ اپنی ضروریات کی تکمیل کرسکتا ہے۔ اسی لئے امام رضا علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے: "علیکم بسلاح الانبیاء"۔ (7) یعنی؛ تمہارے لئے ضروری ہے کہ اپنے آپ کو انبیائے کرام کے اسلحہ سے لیس کرو اور اس اسلحہ سے مراد دعا ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کے نزدیک سب سے کمزور انسان وہ ہے کہ جو دعا کرنے سے بھی عاجز ہو لہٰذا آپؑ فرماتے ہیں: "اعجز النّاس من عجزعن الدّعاء" (8) اسی لئے عرفہ کے دن روزہ رکھنا اگرچہ مستحب ہے لیکن اگر انسان روزہ رکھنے کی وجہ سے دعائے عرفہ نہ پڑھ سکتا ہو تو دعائے عرفہ کو روزے پر ترجیح دے۔ (9)

بنابریں، روز عرفہ، ایک ایسا دن ہے کہ جس دن انسان اپنے نفس کا تحلیل و تجزیہ کرے اور اپنے نفس سے یہ سوال کرے کہ کیا اس نے اپنے آپ کو فانی دنیا کے حوالے کردیا ہے یا اپنے ربّ کے حوالے کیا ہوا ہے۔ اگر وہ اپنے آپ کو اپنے ربّ کے سپرد کرچکا ہے تو اس کا سخت محاسبہ کرے اور جن گناہوں کا ارتکاب کیا ہے، اُن پر نفس کی سخت توبیخ کرے۔

روز عرفہ کی مناسبت سے ائمہ اطہارؑ کی دعائیں

ائمہ اطہار علیہم السلام اس دن کیلئے ایک خاص احترام کے قائل تھے اور لوگوں کو اس دن کی اہمیت سے روشناس کراتے اور انہیں اس دن کے اعمال کی طرف متوجہ کراتے تھے اور کبھی بھی کسی سائل کو خالی ہاتھ واپس نہیں بھیجتے تھے۔(10)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص ماہ رمضان المبارک میں مغفرت کی توفیق حاصل نہ کرسکے تو اُسے چاہیے کہ روز عرفہ کے دن مغفرت ورحمت الٰہی سے بہرہ مند ہونے کی سعی کرے۔ یہ واحد وہ دن ہے کہ جو اجتماعی دعا اور مناجات کے لئے مخصوص ہے۔ اسی لئے ائمہ معصومین علیہم السلام سے اس دن کی مناسبت سے بہت زیادہ دعائیں نقل ہوئی ہیں۔(11) جن میں سے سب سے زیادہ اہم دعا، امام حسین علیہ السلام اور آپ کے فرزند گرامی حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی دعائے عرفہ ہے۔ یہ دونوں دعائیں بلند ترین معارف اور عالی ترین نکات سے بھری پڑی ہیں۔

دعائے عرفہ کے بلند مرتبہ معارف

یہ عظیم الشان اور مشہور ومعروف دعا حج کے دوران میدان عرفات میں پڑھی جاتی ہے اور عرفہ کے دن یعنی، نو ذی الحجہ کو قصد قربت کے طور پر دوسرے تمام مقامات پر بھی پڑھی جاسکتی ہے۔(12) لہٰذا سرزمین عرفات کے علاوہ پورے عالم تشیع میں روز عرفہ کو اس دعا کا پڑھا جانا شیعوں کے ہاں معمول بن چکا ہے اور تمام مساجد واماکن مقدسہ میں اس دعا کو پورے اہتمام کے ساتھ پڑھا جاتا ہے جس کو ہزاروں کی تعداد میں لوگ سنتے ہیں۔

یہ ماثورہ دعا غالب اسدی کے بیٹوں بشر وبشیر سے منقول ہے اور تمام کتب ادعیہ میں نقل ہوئی ہے۔ امام حسین علیہ السلام نے بلند مرتبہ معارف ومضامین پر مبنی اس دعا میں کہ جو سال کے مناسب ترین وقت یعنی روز عرفہ میں بارگاہ الٰہی میں پیش کی گئی ہے، بلند ترین توحیدی تعلیمات ومعارف کو دلنشین کلمات کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اس دعا کے مختلف جملات میں توحید الٰہی کے سلسلے میں عرفان ومعرفت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر دیکھنے کو ملتا ہے اور راہ حق کے سالکین کے لئے سیر وسلوک کی محکم بنیادیں فراہم ہوتی ہیں، کیونکہ امام عالی مقامؑ نے اس مناجات کو کعبہ کے نزدیک مقدس ترس سرزمین یعنی عرفات میں خدا کی بارگاہ پیش کیا ہے۔ آیت اللہ جوادی آملی اس عظیم الشان دعا کی معنوی عظمت کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ”حج وزیارت خانہ خدا کے عبادی اور سیاسی پہلو کی بہترین انداز میں وضاحت کرنے والی اہم ترین دعا، دعائے عرفہ ہے کہ جو اہل معرفت اور میدان شہود وشہادت کی طرف سفر کرنے والوں کے درمیان معروف عارف، طاغوت کے خلاف میدان توحید کے جانباز اور حریت پسندوں کے سید وسردار حضرت امام حسین علیہ السلام کی دعا ہے۔ یہ دعا جہاں کفر ستیزی کا دستور اور طاغوتی راستوں کو ختم کرنے اور مجرمین کی سرکوبی کرنے کا راستہ دکھاتی ہے وہاں اسلامی حکومت کی مدح وستایش بھی ہے اور مکتبی سیاست اور ولایت الٰہی کے ظہور پذیر ہونے کا طریقہ بھی معین کرتی ہے۔“(13)

امام حسین علیہ السلام کی دعائے عرفہ کو دیکھا جائے تو درحقیقت قیام عاشورا درحقیقت عاشورا کا آغاز روز عرفہ ہی سے ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔ چونکہ امام حسین علیہ السلام ”جبل الرحمۃ“ (14) کے پاس دعائے عرفہ کی تلاوت کرتے ہیں اور پھر کربلا کی جانب حرکت کرتے ہیں۔ اس دعا میں اصیل ترین الٰہی اور توحیدی معارف سید الشہداء امام حسین علیہ السلام جیسی ہستی کی زبان مبارک سے بیان ہوئے ہیں۔ جن سے اس دن کی عظمت اور رفعت کی نشاندہی ہوتی ہے۔ اسی طرح امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول دعائے عرفہ میں بھی اللہ تعالیٰ اور انسان کے درمیان رابطے کے حوالے سے بلند ترین معارف بیان ہوئے ہیں جو کسی عام انسان کی زبان سے ہرگز بیان نہیں ہوسکتے۔ توحید الٰہی کو دیکھنا ہو تو انسان کو امام حسینؑ اور ان کے فرزند ارجمند امام زین العابدین علیہما السلام کی ان دونوں دعاؤں کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ امام حسینؑ کی دعا میں ذکر ہونے والے معارف الٰہی کی موضوعی تقسیم کچھ اس طرح سے کی جاسکتی ہے:

1) اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کی معرفت وشناخت۔

2) گناہوں اور کمزوریوں کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے پروردگار سے پیمان و تجدید عہد۔

3) انبیائے کرام کی معرفت اور اُن کے لائے ہوئے پیغام اور عقیدہ معاد پر اعتقاد کا اظہار۔

4) آفاق کائنات میں غور و فکر، اللہ کی عطا کردہ بے شمار نعمتوں پر حمد و شکر کہ جن کا آغاز انسان کی خلقت سے ہوتا ہے اور جو انسان کی عمر کے اختتام تک جاری رہتی ہیں۔

5) قضا و قدر الٰہی پر ایمان اور راضی رہنے کا اظہار۔

6) بارگاہ الٰہی میں گریہ و تضرع، اپنے گناہوں کا اعتراف اور توبہ و انابہ۔

7) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عفو و بخشش کی درخواست اور نیک اعمال و پسندیدہ صفات کی طرف رجوع کرنے کا عہد۔

8) اپنی حاجات کی درخواست کہ جو پیغمبر اور آل پیغمبر ﷺ پر درود و سلام کے ساتھ شروع ہوتی ہے اور پھر عفو و بخشش اور نور ہدایت، رحمت و عافیت، وسعت رزق، مادی و معنوی نعمات اور اجر و ثواب کا تقاضا۔

خلاصہ یہ کہ ان دونوں ادعیہ میں بے شمار الٰہی معارف بیان ہوئے ہیں، لیکن اُن سب کو ایک مختصر مقالے میں بیان کرنا مشکل ہے۔ اس مقالے میں عرفہ کے دن کی مناسبت سے فقط امام حسین علیہ السلام کی دعا میں مذکور معرفت الٰہی کی چند جھلکیاں پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے اور ذیل میں چند نمایاں عناوین کے تحت امام عالی مقامؑ کی لسان مبارک سے نکلے ہوئے معرفت انگیز کلمات کی طرف قارئین کی توجہ مبذول کرائی گئی ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی دعائے عرفہ درحقیقت قرآنی مفاہیم، دینی اقدار اور آسمانی تعلیمات کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے۔ جس سے انسانیت کو الٰہی اقدار کی طرف رہنمائی ملتی ہے۔ اس دعا سے سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کے اپنے معبود کے ساتھ عاشقانہ راز و نیاز اور گہرے تعلق کا پتا چلتا ہے وہ تعلق کہ جس کا آغاز تو میدان عرفات سے ہوتا ہے اور عروج کربلا کے تپتے ہوئے صحرا میں ہوتا ہے۔ دعائے عرفہ کے بلند معارف کی عملی شکل عاشورا کی صبح سے لے کر عصر تک نمایاں سے نمایاں تر ہوتی جاتی ہے۔ اس دعا میں امام عالی المقامؑ وہ معنوی گوہر ہائے گرانبہا انسانیت کو عطا کرتے ہیں کہ جس سے روح انسان کو تازگی ملتی ہے۔

بہر حال یہ باعظمت دعا توحید کے باب میں بے نظیر ہے اور اس کے معارف و مضامین فقط سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کی ذات گرامی سے ہی صادر ہو سکتے ہیں اور کسی غیر معصوم شخص سے ان کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ امام حسین علیہ السلام اپنی زندگی کے آخری روز عرفہ کو عصر کے وقت اپنے خاندان، اولاد اور شیعوں کے ہمراہ انتہائی خشوع و انکساری کے ساتھ اپنے خیمے سے نکلے اور عرفات میں "جبل الرحمۃ" کی دائیں جانب کھڑے ہوگئے۔ پھر امام علیہ السلام اپنا رُخ مبارک کعبہ کی طرف کرکے ایک حاجت مند مسکین کی طرح اپنے ہاتھوں کو اپنے چہرے کے سامنے لے جا کر اس طرح دعا کرتے ہیں اور بلند ترین الٰہی معارف کو دعا کی شکل میں بیان کرتے ہیں۔ یہاں اس طولانی دعا سے اقتباسات کی شکل میں معرفت کے چند موتی پیش کئے جاتے ہیں۔

حمد و ثنائے الٰہی

دعا کے اہم ترین آداب میں سے ہے کہ انسان جب بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی حاجات لے کر حاضر ہو تو سب سے پہلے اس ذات کی حمد و ثنا بجا لائے جو ہر قسم کی حمد و ثنا کے لائق ہے اور کائنات کی ہر حمد و ستائش کی بازگشت اُسی کی طرف ہوتی ہے۔ لہٰذا امام حسین علیہ السلام بھی اس دعا کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا سے کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی لَیْسَ لِقَضائِهِ دٰافِع،وَلاَ لِعَطائِهِ مانِع، وَلاَ کَصُنْعِهِ صُنْعُ صانِعٍ وَهُوَ الْجَوادُ الْواسِعُ،فَطَرَاَجْناسَ الْبَدائِعِ، وَاَتْقَنَ بِحِکْمَتِهِ الصَّنائِعَ، لاَ تَخْفی عَلَیْهِ الطَّلائِعُ، وَلاَ تَضِیعُ عِنْدَهُ الْوَدائِعُ، جازِی کُلِّ صانِعٍ، وَرایِشُ کُلِّ قانِعٍ وَراحِمُ کُلِّ ضارِعٍ وَمُنْزِلُ الْمَنافِعِ وَالْکِتابِ الْجامِعِ بِالنُّورِ السَّاطِعِ“

ترجمہ: ”حمد ہے خدا کے لیے جس کے فیصلے کو کوئی بدلنے والا نہیں، کوئی اس کی عطا روکنے والا نہیں اور کوئی اس جیسی صنعت والا نہیں اور وہ کشادگی کے ساتھ دینے والا ہے۔ اس نے قسم قسم کی مخلوق بنائی اور بنائی ہوئی چیزوں کو اپنی حکمت سے محکم کیا، دنیا میں آنے والی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں، اس کے ہاں کوئی امانت ضائع نہیں ہوتی، وہ ہر کام پر جزا دینے والا ہے، وہ ہر قانع کو زیادہ دینے والا اور ہر نالاں پر رحم کرنے والا ہے وہ بھلائیاں نازل کرنے والا اور چمکتے نور کے ساتھ مکمل وکامل کتاب اتارنے والا ہے۔“

ظالموں کا انجام

امام علیہ السلام دعا کے آغاز میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور حضرت حق تعالیٰ کی صفات جمیل کو شمار کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

”هوللدّعوات سامعٌ وللكربات دافعٌ وللدّرجات رافعٌ وللجبابرة قامعٌ“

ترجمہ: ”وہ لوگوں کی دعاؤں کا سننے والا لوگوں کے دکھ دور کرنے والا درجے بلند کرنے والا اور سرکشوں کی جڑ کاٹنے والا ہے۔“

حضرت امام حسین علیہ السلام ظالموں کو توحید اور سعادت کے راستے کا سب سے بڑا کانٹا قرار دیتے ہیں چونکہ جب تک ظلم وستم کا رواج رہے گا اور بے عدالتی کا نظام حاکم رہے گا اس وقت تک لوگ اپنے معنوی کمال کی طرف قدم نہیں بڑھا سکیں گے۔ اسی لئے پوری تاریخ انسانیت کو دیکھا جائے تو ظالموں کی سزا کا طریقہ سنن الٰہی میں ہمیشہ سے جاری وساری رہا ہے۔ قرآن مجید اس سلسلے میں فرماتا ہے:

”فَلَمَّا نَسُواْ مَا ذُکِّرُواْ بِهِ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ أَبْوَابَ کُلِّ شَیْءٍ حَتَّیٰ إِذَا فَرِحُواْ بِمَا أُوتُواْ أَخَذْنَاهُم بَغْتَةً فَإِذَا هُم مُّبْلِسُونَ“ (15)

ترجمہ: ”پھر جب ان (ظالموں) نے اس نصیحت کو فراموش کر دیا جو ان سے کی گئی تھی تو ہم نے (انہیں اپنے انجام تک پہنچانے کے لیے) ان پر ہر چیز (کی فراوانی) کے دروازے کھول دیئے، یہاں تک کہ جب وہ ان چیزوں (کی لذتوں اور راحتوں) سے خوب خوش ہو (کر مدہوش ہو) گئے جو انہیں دی گئی تھیں تو ہم نے اچانک انہیں (عذاب میں) پکڑ لیا تو اس وقت وہ مایوس ہو کر رہ گئے۔“

پھر فرمایا: ”فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِینَ ظَلَمُواْ۔“ (16) پس ظلم کرنے والی قوم کی جڑ کاٹ دی گئی۔

اپنے خالق سے تجدید عہد

دعا کا ایک اور اہم ادب یہ بھی ہے کہ انسان اپنے مالک سے مانگنے سے پہلے اپنی وفاداری کی تجدید کرے اور مالک کے ساتھ باندھے ہوئے عہد کو دوہرائے تاکہ مالک کی توجہ اپنی جانب مبذول کرا کے اپنی حاجات کو پیش کرے۔ لہٰذا امام علیہ السلام اپنے خالق سے تجدید عہد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَرْغَبُ اِلَیْكَ وَاَشْهَدُ بِالرُّبُوبِیَّةِ لَكَ مُقِرّاً بِاَنَّكَ رَبِّی، وَاَنَّ اِلَیْكَ مَرَدِّی، اِبْتَدَاْتَنِی بِنِعْمَتِكَ قَبْلَ اَنْ اَکُونَ شَیْئاً مَذْکُوراً، وَخَلَقْتَنِی مِنَ التُّرابِ ثُمَّ اَسْکَنْتَنِی الْاَصْلابَ آمِناً لِرَیْبِ الْمَنُونِ وَاخْتِلافِ الدُّهُورِ وَالسِّنِینَ فَلَمْ اَزَلْ ظاعِناً مِنْ صُلْبٍ اِلی رَحِمٍ فِی تَقادُمٍ مِنَ الْاَیَّامِ الْماضِیَةِ وَالْقُرُونِ الْخالِیَةِ“

ترجمہ: ”اے اللہ! بے شک میں تیری طرف متوجہ ہوا ہوں تیرے پروردگار ہونے کی گواہی دیتا اور مانتا ہوں کہ تو میرا پالنے والا ہے اور تیری طرف لوٹا ہوں کہ تو نے مجھ سے اپنی نعمت کا آغاز کیا، اس سے پہلے کہ میں وجود میں آتا اور تو نے مجھ کو مٹی سے پیدا کیا پھر

بڑوں کی پشتوں میں جگہ دی مجھے موت سے اور ماہ وسال میں آنے والی آفات سے امن دیا۔ پس میں پے در پے ایک پشت سے ایک رحم میں آیا ان دنوں میں جو گزرے ہیں اور ان صدیوں میں جو بیت چکی ہیں۔"

خود شناسی اور مادی و معنوی نعمتوں کا اعتراف

خود شناسی اور مادی و معنوی نعمتوں کا اعتراف بندگی کے کمال کا مقدمہ ہے، جب تک خود شناسی نہ ہو اور انسان نعمتوں کا اعتراف نہ کرے، بندگی کے بلند ترین درجات تک پہنچنا مشکل ہے۔ امام حسین علیہ السلام اس دعا میں جگہ جگہ نعمتوں کا اعتراف کرتے ہیں۔ درج ذیل جملات خود شناسی اور اظہار بندگی کے لئے بہترین جملات ہیں:

"فَابْتَدَعْتَ خَلْقِي مِنْ مَنِيٍّ يُمْنىٰ، وَاَسْكَنْتَنِي فِي ظُلُماتٍ ثَلاثٍ بَيْنَ لَحْمٍ وَدَمٍ وَجِلْدٍ لَمْ تُشْهِدْنِي خَلْقِي، وَلَمْ تَجْعَلْ اِلَيَّ شَيْئاً مِنْ اَمْرِي، ثُمَّ اَخْرَجْتَنِي لِلَّذِي سَبَقَ لِي مِنَ الْهُدىٰ اِلَى الدُّنْيا تامّاً سَوِيّاً، وَحَفِظْتَنِي فِي الْمَهْدِ طِفْلاً صَبِيّاً، وَرَزَقْتَنِي مِنَ الْغِذاءِ لَبَناً مَرِيّاً، وَعَطَفْتَ عَلَيَّ قُلُوبَ الْحَواضِنِ، وَكَفَّلْتَنِي الْاُمَّهاتِ الرَّواحِمَ وَكَلَاْتَنِي مِنْ طَوارِقِ الْجانِّ وَسَلَّمْتَنِي مِنَ الزِّيادَةِ وَالنُّقْصانِ فَتَعالَيْتَ يا رَحِيمُ يا رَحْمٰنُ حَتّىٰ اِذَا اسْتَهْلَلْتُ ناطِقاً بِالْكَلامِ اَتْمَمْتَ عَلَيَّ سَوابِغَ الْاِنْعامِ وَرَبَّيْتَنِي زائِداً فِي كُلِّ عامٍ، حَتّىٰ اِذَا اكْتَمَلَتْ فِطْرَتِي وَاعْتَدَلَتْ مِرَّتِي اَوْجَبْتَ عَلَيَّ حُجَّتَكَ"

ترجمہ: "پھر میرے پیدا کرنے کا آغاز ٹپکنے والے آب حیات سے کیا اور مجھ کو تین تاریکیوں میں ٹھرادیا یعنی گوشت خون اور جلد کے نیچے جہاں میں نے بھی اپنی خلقت کو نہ دیکھا اور تو نے میرے اس معاملے میں سے کچھ بھی مجھ پر نہ ڈالا پھر تو نے مجھے رحم مادر سے نکالا کہ مجھے ہدایت دے کر دنیا میں درست و سالم جسم کے ساتھ بھیجا اور گہوارے میں میری نگہبانی کی جب میں چھوٹا بچہ تھا تو نے میرے لیے تازہ دودھ کی غذا بہم پہنچائی اور دودھ پلانے والیوں کے دل میرے لیے نرم کردیے، تو نے مہربان ماؤں کو میری پرورش کا ذمہ دار بنایا، جن وپری کے آسیب سے میری حفاظت فرمائی اور مجھے ہر قسم کی کمی بیشی سے بچائے رکھا، پس تو برتر ہے۔اے مہربان اے عطاؤں والے یہاں تک کہ میں باتیں کرنے لگا اور یوں تو نے مجھے اپنی بہترین نعمتیں پوری کردیں اور ہر سال میرے جسم کو بڑھایا حتی کہ میری جسمانی ترقی اپنے کمال تک پہنچ گئی۔ اور میری شخصیت میں توازن پیدا ہوگیا تو مجھ پر تیری حجت قائم ہوگئی۔"

نعماتِ اعضا و جوارح پر شکر

انسان اگر اپنی ذات میں موجود نعمات الٰہی ہی کا ادراک کرلے تو اُسے اپنے خالق کی معرفت حاصل کرنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آسکتی اور وہ اپنے اعضا وجوارح پر غور وفکر کرکے بہت جلد اپنے خالق کی معرفت حاصل کرسکتا ہے۔ وہ اعضا وجوارح کہ اگر ان میں سے ایک بھی ہم سے لے لیا جائے یا ناقص ہو جائے تو ہماری زندگی کا پورا نظام معطل ہو سکتا ہے۔ دعا کے ان جملات میں انہی اعضا وجوارح کی طرف توجہ دلاتے ہوئے امام علیہ السلام انسان کو خدا کی معرفت وشناخت کی طرف لے جا رہے ہیں اور اُس کا شکر بجالانے کی تلقین فرما رہے ہیں:

"وَاَنَا اَشْهَدُ يَا اِلٰهِي بِحَقِيقَةِ اِيمانِي وَعَقْدِ عَزَماتِ يَقِينِي، وَخالِصِ صَرِيحِ تَوْحِيدِي وَباطِنِ مَكْنُونِ ضَمِيرِي وَعَلائِقِ مَجارِي نُورِ بَصَرِي، وَاَسارِيرِ صَفْحَةِ جَبِينِي وَخُرْقِ مَسارِبِ ـــ وَحَرَكاتِ رُكُوعِي وَسُجُودِي اَنْ لَوْ حاوَلْتُ وَاجْتَهَدْتُ مَدَى الْاَعْصارِ وَالْاَحْقابِ

"

ترجمہ: "میں گواہی دیتا ہوں اے اللہ! اپنے ایمان کی حقیقت اپنے اٹل ارادوں کی مضبوطی اپنی واضح وآشکار توحید اپنے باطن میں پوشیدہ ضمیر اپنی آنکھوں کے نور سے پیوستہ راستوں اپنی پیشانی کے نقوش کے رازوں اپنے سانس کی رگوں کے سوراخوں اپنی ناک کے نرم وملائم پردوں اپنے کانوں کی سننے والی جھلیوں اور اپنے چپکنے اور ٹھیک بند ہونے والے ہونٹوں، اپنی زبان کی حرکات سے نکلنے والے لفظوں، اپنے منہ کے اوپر نیچے کے حصوں کے ملنے اپنے دانتوں کے اُگنے کی جگہوں، اپنے کھانے پینے کے ذائقہ دار ہونے اپنے سر میں دماغ کی قرارگاہ، اپنی گردن میں غذا کی نالیوں اور ان ہڈیوں، جن سے سینہ کا گھیرا بنا ہے، اپنے گلے کے اندر لٹکی ہوئی شہ رگ،

اپنے دل میں آویزاں پردے، اپنے جگر کے بڑھے ہوئے کناروں اپنی ایک دوسری سے ملی اور جھکی ہوئی پسلیوں اپنے جوڑوں کے حلقوں اپنےاعضاء کے بندھنوں اپنی انگلیوں کے پوروں اور اپنے گوشت خون اپنے بالوں اپنی جلد اپنے پٹھوں اور نلیوں اپنی ہڈیوں اپنے مغز اپنی رگوں اور اپنے ہاتھ پاؤں اور بدن کی جو میری شیر خوار گی میں پیدا ہوئیں اور زمین پر پڑنے والے اپنے بوجھ اپنی نینداپنی بیداری اپنے سکون اور اپنے رکوع وسجدے کی حرکات ان سب چیزوں پر اگر تیرا شکر ادا کرنا چاہوں اور تمام زمانوں اور صدیوں میں کوشاں رہوں اور عمر وفا کرے تو بھی میں تیری ان نعمتوں میں سے ایک نعمت کا شکر ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔"

سچادین اور سچاراستہ

دین اسلام کی حقانیت اور دین پر استدلال قائم کرنے والے تمام وسیلوں کی سچائی پر ایمان انسان کا وہ عظیم سرمایہ ہے کہ جس پر اُس کے دین وایمان کی پوری عمارت کھڑی ہے اور اس کی حقانیت اور سچائی میں ذرہ بھر بھی شک پیدا ہو جائے تو اس کے وجود میں ایمان کی پوری عمارت گر کر تباہ ہو سکتی ہے۔اسی سچائی اور حقانیت پر ایمان کی اہمیت دعائے عرفہ کے ان جملات میں بیان ہوئی ہے:

"صَدَقَ کِتابُكَ اَللّٰھُمَّ وَاِنْباؤُكَ، وَبَلَّغَتْ اَنْبِیاؤُكَ وَرُسُلُكَ مَا اَنْزَلْتَ عَلَیْھِمْ مِنْ وَحْیِكَ، وَشَرَعْتَ لَھُمْ وَبِھِمْ مِنْ دِینِكَ"

ترجمہ: " تیری کتاب سچی ہے اے اللہ! اور تیری خبریں بھی سچی ہیں جو تیرے نبیوں اور رسولوں نے تبلیغ کی وہ سچ ہے جو تو نے ان پر وحی نازل کی وہ سچ ہے اور جو ان کے لئے اور ان کے ذریعے اپنے دین کو جاری کیا وہ سچ ہے۔"

اللہ تعالیٰ کی یکتائی کی گواہی

"غَیْرَ اَنِّی یَااِلٰھِی اَشْھَدُ بِجُھْدِی وَجِدِّی وَمَبْلَغِ طاقَتِی وَوُسْعِی، وَاَقُولُ مُؤْمِناً مُوقِناً اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی لَمْ یَتَّخِذْ وَلَداً فَیَکُونَ مَوْرُوثاً، وَلَمْ یَکُنْ لَہُ شَرِیكٌ فِی مُلْکِہِ فَیُضادَّہُ فِیمَا ابْتَدَعَ، وَلاَ وَلِیٌّ مِنَ الذُّلِّ فَیُرْفِدَہُ فِیما صَنَعَ، فَسُبْحانَہُ سُبْحانَہُ لَوْ کانَ فِیھِما آلِھَۃٌ اِلاَّ اللہُ لَفَسَدَتا وَتَفَطَّرَتا سُبْحانَ اللہِ الْواحِدِ الْاَحَدِ الصَّمَدِ الَّذِی لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَہُ کُفُواً اَحَد اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْداً یُعادِلُ حَمْدَ مَلائِکَتِہِ الْمُقَرَّبِینَ وَاَنْبِیائِہِ الْمُرْسَلِینَ، وَصَلَّی اللہُ عَلَی خِیَرَتِہِ مُحَمَّدٍ خاتَمِ النَّبِیِّینَ وَآلِہِ الطَّیِّبِینَ الطَّاھِرِینَ الْمُخْلَصِینَ وَسَلَّمَ"

ترجمہ: "دیگر یہ کہ اے میرے اللہ! گواہی دیتا ہوں میں اپنی محنت و کوشش اور اپنی فرمانبر داری و ہمت کے ساتھ اور میں ایمان و یقین سے کہتا ہوں کہ حمد خدا کے لیے ہے جس نے اپنا کوئی بیٹا نہیں بنایا جو اس کا وارث ہو اور نہ ملک وحکومت میں کوئی اس کا شریک ہے جو پیدا کرنے میں اس کا ہمکار ہو اور نہ وہ کمزور ہے کہ اشیاء کے بنانے میں کوئی اس کی مدد کرے پس وہ پاک ہے پاک ہے اگر زمین وآسمان میں خدا کے سوا کوئی معبود ہوتا تو یہ ٹوٹ پھوٹ کر گر پڑتے پاک ہے خدا یگانہ یکتا بے نیاز جس نے نہ کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے حمد ہے خدا کے لیے برابر اس حمد کے جو اس کے مقرب فرشتوں اور اس کے بھیجے ہوئے نبیوں نے کی ہے اور اس کے پسند کیے ہوئے محمدؐ نبیوں کے خاتم پر خدا کی رحمت ہو اور ان کی آلؑ پر جو نیک پاک خالص ہیں اور ان پر سلام ہو۔"

قضاوقدر پر راضی رہنے کی دعا

پھر امام علیہ السلام نے خداوند متعال سے حاجات طلب کرنا شروع کیں۔جب کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے،اسی حالت میں آپ بارگاہ الٰہی میں یوں عرض گزار ہوئے:

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِی اَخْشاكَ کَاَنِّی اَراكَ، وَاَسْعِدْنِی بِتَقْواكَ، وَلاَ تُشْقِنِی بِمَعْصِیَتِكَ وَخِرْ لِی فِی قَضائِكَ، وَبارِكْ لِی فِی قَدَرِكَ، حَتَّی لاَ اُحِبَّ تَعْجِیلَ مَا اَخَّرْتَ وَلاَ تَاْخِیرَ مَا عَجَّلْتَ۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ غِنایَ فِی نَفْسِی، وَالْیَقِینَ فِی قَلْبِی، وَالْاِخْلاصَ فِی عَمَلِی وَالنُّورَ فِی بَصَرِی، وَالْبَصِیرَۃَ فِی دِینِی، وَمَتِّعْنِی بِجَوارِحِی، وَاجْعَلْ سَمْعِی وَبَصَرِی الْوارِثَیْنِ مِنِّی، وَانْصُرْنِی عَلَی مَنْ ظَلَمَنِی، وَاَرِنِی فِیہِ ثارِی وَمَآرِبِی، وَاَقِرَّ بِذٰلِكَ عَیْنِی"

ترجمہ: ”اے اللہ! مجھے ایسا ڈرنے والا بنادے گویا تجھے دیکھ رہا ہوں، مجھے پرہیزگاری کی سعادت عطا کر اور نافرمانی کے ساتھ بدبخت نہ بنا۔ اپنی قضا میں مجھے نیک بنادے اور اپنی تقدیر میں مجھے برکت عطا فرما یہاں تک کہ جس امر میں تو تاخیر کرے اس میں جلدی نہ چاہوں اور جس میں تو جلدی چاہے اس میں تاخیر نہ چاہوں۔
اے اللہ! پیدا کردے میرے نفس میں بے نیازی میرے دل میں یقین میرے عمل میں خلوص میری نگاہ میں نور میرے دین میں سمجھ اور میرے اعضا میں فائدہ پیدا کردے اور میرے کانوں و آنکھوں کو میرا مطیع بنادے اور جس نے مجھ پر ظلم کیا اس کے مقابل میری مدد کر مجھے اس سے بدلہ لینے والا بنا یہ آرزو پوری کر اور اس سے میری آنکھیں ٹھنڈی فرما۔“

مقام بندگی پر فخر کا اظہار

بلاشک و شبہ اگر انسان اپنے خالق کے مقابلے میں اپنے مقام اور حیثیت کا ادراک حاصل کرلے تو اور اپنی بندگی کا اعتراف کرے تو وہ کبھی بھی حدود الٰہی سے تجاوز اور دوسروں کے حقوق کو پامال نہیں کرے گا۔ رب العالمین کے مقابلے میں اپنے مقام عبودیت کی معرفت اور اُس کی حدود کی پابندی، بندے کو انسانیت کے بلند ترین مقامات پر فائز کردیتی ہے اور پھر وہ اپنے اس مقام پر فخر کا اظہار کرنے لگتا ہے۔ چنانچہ امام حسین علیہ السلام دعائے عرفہ میں ایک مقام پر فرماتے ہیں:

” اللّٰهم اِنِّي اَرغَبُ اِلَيْكَ وَ اَشْهَدُ بالرُّبُوبِيَّةِ لَكَ مُقِرّاً بِاَنَّكَ رَبِّي وَ اَلَيْكَ مَرَدِّي، ابْتَدأتَنِي بِنَعْمَتَكَ قَبْلَ اَنْ اَكُونَ شَيْئاً مَذْكُوراً “

ترجمہ: ” اے اللہ! بے شک میں تیری طرف متوجہ ہوا ہوں، تیرے پروردگار ہونے کی گواہی دیتا ہوں، اور (اے اللہ) مانتا ہوں کہ تو میرا پالنے والا ہے اور میری بازگشت تیری طرف ہوگی، (اے اللہ تو اتنا مہربان ہے) اس سے پہلے کہ میں کوئی قابل ذکر چیز ہوتا، تو نے مجھے نعمت وجود سے بہرہ مند کیا۔“

حضرت امام علی علیہ السلام بھی مقام بندگی کی وضاحت کرتے ہوئے اسے انسان کے لئے ایک قابل فخر اور بلند ترین مرتبہ قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں:

”اِلَهِي كَفَى بِي عِزّاً أَنْ أَكُونَ لَكَ عَبْداً وَ كَفَى بِي فَخْراً أَنْ تَكُونَ لِي رَبّاً“

ترجمہ: ”اے اللہ! میرے لئے یہ عزت اور عظمت ہی کافی ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں اور میرے لئے یہ افتخار ہی کافی ہے کہ تو میرا پروردگار ہے۔“ (17)

عصر توحید اور دینی ماحول پر شکر

حضرت امام حسین علیہ السلام عصر توحید جیسی معنوی فضا میں اور الٰہی حکومت کے زیر سایہ زندگی گزارنے کو اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ انسان جس ماحول اور معاشرے میں اپنی پیدائش کے ساتھ ہی قدم رکھتا ہے، وہ انسان کی شخصیت اور تربیت پر بہت زیادہ اثر انداز ہوتا ہے اور اس کے تربیتی عوامل میں سب سے اہم عامل شمار ہوتا ہے۔ جو شخص اگر کسی اچھے ماحول میں پیدا ہوتا ہے اور پرورش پاتا ہے تو اُس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے۔ پھر اپنے والدین اور اُن سرپرستوں کا بھی شکریہ ادا کرے کہ جنہوں نے اُسے اس قسم کا پاکیزہ ماحول فراہم کیا ہے۔ کیونکہ اگر انسان کو اپنی صحیح اور سالم شخصیت بنانے کے لئے ایسا مناسب ماحول نہ ملتا تو معلوم نہیں اُس کی تقدیر کیا ہوتی اور اس کا انجام کیا ہوتا۔ اسی لئے حق شناس انسان ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا کرتا ہے اور اپنے والدین اور سرپرستوں کا بھی ممنون احسان رہتا ہے کہ جن کی توجہ کی وجہ سے وہ معنویت و معرفت بھرے ماحول میں پرورش پارہا ہے اور سانس لے رہا ہے۔ امام علیہ السلام اس واقعیت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”لم تخرجنی لرأفتك بی ولطفك لی و احسانك الیّ فی دولة ائمة الکفر الّذین نقضوا عهدك و کذّبوا رسلك لکنّك اخرجتنی للّذی سبق لی من الهدی“

ترجمہ: ”(اے پروردگارا!) تو نے بوجہ اپنی محبت و مہربانی کے مجھ پر احسان کیا اور مجھے کافر بادشاہوں کے دور میں پیدا نہیں کیا کہ جنہوں نے تیرے فرمان کو توڑا اور تیرے رسولوں کو جھٹلایا لیکن تو نے مجھ کو اس زمانہ معرفت (اور عصر نبوت) میں پیدا کیا جس میں تھوڑے عرصے میں مجھے ہدایت میسر آ گئی۔“

بے شمار نعمتیں

بارگاہ الٰہی میں شکر گزاری، اللہ کے مخلص بندوں اور اولیائے الٰہی کی خصوصیات میں سے ہے۔ لہٰذا امام عالی مقامؑ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں کی قدر دانی کرتے اور شکر بجالاتے ہوئے فرماتے ہیں:

”فایّ نعمك یا الٰهی احصی عدداً و ذکراً ام ایّ عطایاك اقوم بها شکراً و هی یا ربّ اکثر من ان یحصیها العادّون او یبلغ علماً بها الحافظون“

ترجمہ: ”اے میرے پروردگار! تیری کس نعمت کی گنتی کروں اور اسے یاد کروں یا تیری کون کونسی عطاؤں کا شکر بجا لاؤں اور اے میرے پروردگار یہ تو اتنی زیادہ ہیں کہ شمار کرنے والے انہیں شمار نہیں کر سکتے یا یاد کرنے والے ان کو یاد نہیں رکھ سکتے۔“

امام علیہ السلام ایک دوسرے جملے میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانے کے سلسلے میں بندوں کی ناتوانی اور کمزوری کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

” أَنْ لَوْحَاوَلْتُ وَ اجْتَهَدْتُ مَدَی الْأَعْصَارِ وَ الْأَحْقَابِ لَوْعُمِّرْتُهَا أَنْ أُؤَدِّیَ شُكْرَ وَاحِدَةٍ مِنْ أَنْعُمِكَ مَا اسْتَطَعْتُ ذَلِكَ إِلاَّ بِمَنِّكَ الْمُوجَبِ عَلَیَّ بِهِ شُكْرُكَ أَبَداً جَدِیداً وَ ثَنَاءً طَارِفاً عَتِیداً أَجَلْ وَ لَوْحَرَصْتُ أَنَا وَ الْعَادُّونَ مِنْ أَنَامِكَ أَنْ نُحْصِیَ مَدَی إِنْعَامِكَ سَالِفِهِ (سَالِفَةً) وَ آنِفِهِ (آنِفَةً) مَا حَصَرْنَاهُ عَدَداً وَ لاَ أَحْصَیْنَاهُ أَمَداً هَیْهَاتَ أَنَّی ذَلِكَ وَ أَنْتَ الْمُخْبِرُ فِی كِتَابِكَ النَّاطِقِ وَ النَّبَإِ الصَّادِقِ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللهِ لاَتُحْصُوهَا“

ترجمہ: ”اے اللہ! میں تمام زمانوں اور صدیوں میں کوشاں رہوں اور عمر وفا کرے تو بھی میں تیری ان نعمتوں میں سے ایک نعمت کا شکر ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، مگر تیرے احسان کے ذریعے جس سے مجھ پر تیرا ایک اور شکر واجب ہو جاتا ہے اور تیری لگاتار ثنا واجب ہو جاتی ہے اور اگر میں ایسا کرنا چاہوں اور تیری مخلوق میں سے شمار کرنے والے بھی شمار کرنا چاہیں کہ ہم تیری گزشتہ و آئندہ نعمتیں شمار کریں تو ہم نہ انکی تعداد کا اور نہ ان کی مدت کا حساب کر سکیں گے یہ ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ تو نے اپنی خبر دینے والی گویا کتاب میں سچی خبر دے کر بتایا ہے کہ اور اگر تم خدا کی نعمتوں کو گنو تو ان کا حساب نہ لگا سکو گے۔“ (18)

زندگی ساز تقاضے

امام حسین علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بے حد و حساب نعمتوں کا تذکرہ کرنے اور ان نعمتوں کو شمار کرنے کے سلسلے میں انسانوں کی ناتوانی اور عاجزی کا اعتراف کرنے کے بعد بارگاہ الٰہی میں اپنی جائز خواہشات و تقاضوں کا اظہار کرتے ہیں اور ہمیں اللہ کی بارگاہ میں دعا کرنے اور مانگنے کے آداب سکھاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں خشوع و خضوع، تقویٰ واطاعت کی بنیاد پر سعادت و نیک بختی، نیک و مبارک تقدیر و سرنوشت، اللہ تعالیٰ کی رضا اور مرضی، نفس کی بے نیازی، قلبی یقین، عمل میں اخلاص، دین میں بصیرت، اعضا وجوارح سے بہرہ مندی، ظالموں کے مقابلے میں نصرت ومدد، دشمنوں پر فتح ونصرت، دعاؤں کی قبولیت، غم واندوہ سے نجات، عیبوں کی پردہ پوشی، گناہوں کی بخشش، وسواس پیدا کرنے والوں اور شیاطین

کی ذلت وخواری، دوسروں کے حقوق سے بری ذمہ ہونے کی توفیق اور دنیوی اور اُخروی درجات کی بلندی حضرت امام حسین علیہ السلام کی وہ دعائیں ہیں کہ جو آپؑ نے اس دعامیں بارگاہ الٰہی سے طلب فرمائی ہیں۔

امام علیہ السلام دعائے عرفہ کے ان جملوں میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے طلب کرنے کا ادب سکھانے کے علاوہ ہمیں اس بات کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں جس چیز کی ضرورت ہو وہ بارگاہ الٰہی سے طلب کریں اور اُس خواہش کو اپنی زبان پر لائیں کیونکہ یہ دعا کی شرائط اور آداب میں سے ہے اور دعا کی قبولیت کا باعث بنتا ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :

"انّ اللّٰہ تبارك و تعالیٰ یعلم ما یرید العبد اذا دعاہ، ولکنّہ یحب ان تبث الیہ الحوائج فاذا دعوت فسمّ حاجتك" (19)

ترجمہ : "تم جو کچھ دل میں رکھتے ہواُس کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے، لیکن اللہ کو پسند ہے کہ تم جو چاہتے ہواُسے زبان پر لاؤاور اپنی ضرورتوں کو اُس سے بیان کرو۔ پس جب بھی دعا کرو تو اپنی حاجات اور ضروریات کو ایک ایک کرکے بیان کرو۔"

معرفت وعرفان کا عروج

دعائے عرفہ میں امام عالی مقامؑ اس قدر عاشقانہ اور عارفانہ انداز میں اپنے ربّ کو پکارتے ہیں کہ جس کو سن کر حقیقت کا ہر متلاشی شوق اور وجد میں آ جاتا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف جذب کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ امام علیہ السلام اس دعا میں انسانی ادبیات کے خوبصورت ترین جملات استعمال کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے بلند ترین عرفانی رابطہ برقرار کرتے ہیں :

" أَیَکُونُ لِغَیْرِكَ مِنَ الظُّهُورِ مَا لَیْسَ لَكَ حَتَّی یَکُونَ هُوَ الْمُظْهِرَ لَكَ مَتَی غِبْتَ حَتَّی تَحْتَاجَ إِلَی دَلِیلٍ یَدُلُّ عَلَیْكَ وَ مَتَی بَعُدْتَ حَتَّی تَکُونَ الْآثَارُ هِیَ الَّتِی تُوصِلُ إِلَیْكَ عَمِیَتْ عَیْنٌ لَا تَرَاكَ عَلَیْهَا رَقِیباً وَ خَسِرَتْ صَفْقَةُ عَبْدٍ لَمْ تَجْعَلْ لَهُ مِنْ حُبِّكَ نَصِیباً "

ترجمہ : "اے میرے معبود! آیا تیرے غیر کیلئے ایسا ظہور ہے جو تیرے لئے نہیں ہے یہاں تک کہ وہ تجھے ظاہر کرنے والا بن جائے تو کب غائب تھا کہ کسی ایسے نشان کی حاجت ہو جو تیری دلیل ٹھہرے اور تو کب دور تھا کہ آثار اور نشان تجھ تک پہنچانے کا ذریعہ و وسیلہ بنیں۔ اندھی ہے وہ آنکھ جو تجھ کو اپنا نگہبان نہیں پاتی اس بندے کا سودہ خسارے والا ہے جس کو تو نے اپنی محبت کا حصہ نہیں دیا۔"

امام حسین علیہ السلام دعا کے ان جملات میں اللہ کی ذات کو ہی اُس کی معرفت اور اُس تک پہنچنے کا وسیلہ قرار دیتے ہوئے خدا کے متلاشی اور سعادت طلب فلاسفہ کو "برہان صدیقین" کی تعلیم دیتے ہیں۔ (2) اسی کو سادہ زبان میں "خدا سے خدا تک پہنچنا" کہتے ہیں۔ اسی مطلب کو امام زین العابدین علیہ السلام نے بھی دعائے ابو حمزہ ثمالی میں ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ :

" وانّك لاتحتجب عن خلقك الّا ان تحجبهم الاعمال دونك " (20)

ترجمہ : "اے اللہ ! تو اپنی مخلوق سے چھپا ہوا نہیں ہے فقط اُن کے اعمال اور آرزوؤں نے اُنہیں تجھ سے جدا کیا ہوا ہے۔

عبد اور معبود کا تعلق

2۔ واجب الوجود کو ثابت کرنے والے براہین میں سے ایک برہان، برہان صدیقین ہے۔ اسلامی فلسفہ میں بہت سے بیانات کے ساتھ برہان صدیقین کی وضاحت کی گئی ہے۔ سب سے پہلے بو علی سینا نے اپنی کتاب "اشارات" میں اس برہان کی وضاحت کی ہے۔ لیکن اس برہان کی سب سے بہترین وضاحت، فلسفہ متعالیہ کے بانی ملا صدرا شیرازیؒ نے کی ہے۔ چونکہ ملا صدرا شیرازی کے فلسفے کی بنیاد "اصالت وجود" پر ہے، اس اصول کے تحت اس برہان کی وضاحت بہت آسان ہو جاتی ہے۔ اس کے مطابق اصالت الوجود کی بنیاد پر جب وجود اصیل اور غیر سے بے نیاز ہے تو ہمارا مطلوب حاصل ہے اور واجب الوجود ثابت ہے۔ لیکن اگر وجود بالذات مستغنی نہ ہو اور کسی اور وجود پر اس کا دارومدار ہو تو پھر وہ معلول ذاتاً ایک اور غنی بالذات وجود کا محتاج ہو گا۔ چونکہ کسی ایسی چیز کا علت کے وجود میں آنا محال ہے کہ جو اپنے وجود میں کسی اور چیز کی محتاج ہو اور خود بعینہ تعلق اور ربط کی حیثیت رکھتی ہو۔ برہان صدیقین، واجب تعالیٰ کو ثابت کرنے والے براہیں میں سب سے زیادہ واضح اور روشن برہان ہے۔ کیونکہ اس برہان، سے جزم ویقین حاصل ہو جاتا ہے۔ نیز یہ برہان معرفت خدا کا سب سے بہترین اور آسان راستہ ہے کیونکہ اس کے ذریعے حقیقت وجود کی بنیاد پر واجب الوجود تک پہنچا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ، اس برہان میں دور و تسلسل کے ابطال کی ضرورت بھی پیش نہیں آتی۔

اس دعامیں امام حسین علیہ السلام ایک مقام پر انسان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان تعلق کو ان نورانی کلمات کے ساتھ بیان کرتے ہیں:

”یَا مَولایَ أَنْتَ الَّذِی مَنَنْتَ، أَنْتَ الَّذِی أَنْعَمْتَ، أَنْتَ الَّذِی أَحْسَنْتَ، أَنْتَ الَّذِی أَجْمَلْتَ، أَنْتَ الَّذِی أَفْضَلْتَ، أَنْتَ الَّذِی أَكْمَلْتَ، أَنْتَ الَّذِی رَزَقْتَ، أَنْتَ الَّذِی وَفَّقْتَ، أَنْتَ الَّذِی أَعْطَیْتَ، أَنْتَ الَّذِی أَغْنَیْتَ، أَنْتَ الَّذِی أَقْنَیْتَ، أَنْتَ الَّذِی آوَیْتَ، أَنْتَ الَّذِی كَفَیْتَ، أَنْتَ الَّذِی هَدَیْتَ، أَنْتَ الَّذِی عَصَمْتَ، أَنْتَ الَّذِی سَتَرْتَ، أَنْتَ الَّذِی غَفَرْتَ، أَنْتَ الَّذِی أَقَلْتَ، أَنْتَ الَّذِی مَكَّنْتَ، أَنْتَ الَّذِی أَعْزَزْتَ، أَنْتَ الَّذِی أَعَنْتَ، أَنْتَ الَّذِی عَضَدْتَ، أَنْتَ الَّذِی أَیَّدْتَ، أَنْتَ الَّذِی نَصَرْتَ، أَنْتَ الَّذِی شَفَیْتَ، أَنْتَ الَّذِی عَافَیْتَ، أَنْتَ الَّذِی أَكْرَمْتَ، تَبَارَكْتَ وَتَعَالَیْتَ. فَلَكَ الْحَمْدُ دَائِماً وَلَكَ الشُّكْرُ وَاصِباً أَبَداً“

ترجمہ: ”اے میرے مالک! تو وہ ہے جس نے احسان کیا تو وہ ہے جس نے نعمت دی تو وہ ہے جس نے بہتری کی تو وہ ہے جس نے جمال دیا تو وہ ہے جس نے بڑائی دی تو وہ ہے، جس نے کمال عطا کیا، تو وہ ہے جس نے روزی دی، تو وہ ہے جس نے توفیق دی، تو وہ ہے جس نے عطا کیا، تو وہ ہے جس نے مال دیا، تو وہ ہے جس نے نگہداری کی، تو وہ ہے جس نے پناہ دی، تو وہ ہے جس نے کام بنایا، تو وہ ہے جس نے ہدایت کی، تو وہ ہے جس نے گناہ سے بچایا، تو وہ ہے جس نے پرورش کی، تو وہ ہے جس نے معاف کیا، تو وہ ہے جس نے بخش دیا، تو وہ ہے جس نے قدرت دی، تو وہ ہے جس نے عزت بخشی، تو وہ ہے جس نے آرام دیا، تو وہ ہے جس نے سہارا دیا، تو وہ ہے جس نے حمایت کی، تو وہ ہے جس نے مدد کی، تو وہ ہے جس نے شفا دی، تو وہ ہے جس نے بزرگی دی تو بڑا برکت والا اور برتر ہے ہمیشہ پس حمد تیرے ہی لیے ہے اور شکر لگاتار ہمیشہ ہمیشہ تیرے ہی لیے ہے۔“

بندے کی صفات

اللہ تعالیٰ کی صفات کی عظمت کا اندازہ اس وقت ہی ہو سکتا ہے جب انسان اپنی خصوصیات و صفات ناپائیداری و کمزوری کو بھی دیکھے۔اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات ذکر کرنے کے بعد امام علیہ السلام انسان کی نادانی ،خطاکاری ،فراموشی ونسیان ،وعدہ خلافی ،بے اعتمادی جیسی کمزور اور ناپائیدار صفات کا اعتراف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ثُمَّ أَنَا یَا إِلَهِی الْمُعْتَرِفُ بِذُنُوبِی فَاغْفِرْهَا لِی. أَنَا الَّذِی أَسَأْتُ، أَنَا الَّذِی أَخْطَأْتُ، أَنَا الَّذِی...الخ“

ترجمہ: ”پھر میں ہوں اے میرے معبود اپنے گناہوں کا اعتراف کرنے والا، پس مجھے ان سے معافی دے، میں وہ ہوں جس نے برائی کی، میں وہ ہوں جس نے خطا کی، میں وہ ہوں جس نے برا ارادہ کیا، میں وہ ہوں جس نے نادانی کی، میں وہ ہوں جس سے بھول ہوئی، میں وہ ہوں جو چوک گیا، میں نے خود پر اعتماد کیا، میں نے دانستہ گناہ کیا، میں وہ ہوں جس نے وعدہ کیا، میں وہ ہوں جس نے وعدہ خلافی کی، میں وہ ہوں جس نے عہد توڑا، میں وہ ہوں جو اقرار کرتا اور میں وہ ہوں جو تیری نعمتوں کا اعتراف کرتا ہوں جو مجھے ملی ہیں اور میرے پاس ہیں مجھ پر گناہوں کا بڑا بوجھ ہے پس مجھے معاف کردے۔“

”اِلهِی وَسَیِّدِی اِلهِی اَمَرْتَنِی فَعَصَیْتُكَ، وَنَهَیْتَنِی فَارْتَكَبْتُ نَهْیَكَ، فَاَصْبَحْتُ لاَ ذا بَرائَةٍ لِی فَاَعْتَذِرُ، وَلاَ ذا قُوَّةٍ فَاَنْتَصِرُ، فَبِاَیِّ شَیْئٍ اَسْتَقْبِلُكَ یَا مَوْلایَ اَبِسَمْعِی اَمْ بِبَصَرِی اَمْ بِلِسانِی اَمْ بِیَدِی اَمْ بِرِجْلِی اَلَیْسَ كُلُّها نِعَمَكَ عِنْدِی وَبِكُلِّها عَصَیْتُكَ یَا مَوْلایَ فَلَكَ الْحُجَّةُ“

ترجمہ: ”اے میرے معبود و سردار اے میرے معبود تو نے حکم دیا تو میں نے نافرمانی کی، جس سے تو نے مجھے روکا میں وہ کام کر گزرا ،پس حال یہ ہے کہ نہ گناہ سے بری ہوں کہ عذر کروں نہ یہ طاقت ہے کہ کامیاب ہو جاؤں پس کیا چیز لے کر تیرے سامنے آؤں؟ اے میرے مالک! آیا اپنے کان یا اپنی آنکھ یا اپنی زبان یا اپنے ہاتھ یا اپنے پاؤں کے ساتھ ،کیا یہ سب میرے پاس تیری نعمتیں نہیں ہیں؟ اور ان سب کے ساتھ میں نے تیری نافرمانی کی، اے میرے مولا پس تیرے پاس میرے خلاف حجت اور دلیل ہے۔

بارگاہ الٰہی میں التجا

مضطرب و پریشان حال انسان کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ پریشانی اور مصیبت کے وقت بے اختیار ایسی ذات کو پکارتا ہے جو ہر قسم کی پریشانی اور مشکل سے نجات دلانے کی صلاحیت رکھتی ہے، یہ انسان کی فطرت ہے۔ امام علیہ السلام دعا کے اس حصے میں بارگاہ الٰہی میں التجا اور التماس کرکے انسان کو یاد دلاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی حقیقی مشکل کشا ہے جس کی طرف ہر پریشانی اور مشکل کے وقت رجوع کرنا عین فطرت ہے:

''اللَّهُمَّ اكْشِفْ كُرْبَتِي وَ اسْتُرْعَوْرَتِي وَ اغْفِرْلِي خَطِيئَتِي وَ اخْسَأْ شَيْطَانِي وَ فُكَّ رِهَانِي وَ اجْعَلْ لِي يَاإِلَهِي الدَّرَجَةَ الْعُلْيَا فِي الْآخِرَةِ وَ الْأُولَى ''

ترجمہ: ''اے اللہ! میری سختی دور کردے میری پردہ پوشی فرما میری خطائیں معاف کردے میرے شیطان کو ذلیل کر اور میری ذمہ داری پوری کرادے۔ میرے لیے، اے میرے خدا دنیا اور آخرت میں بلند سے بلند تر مرتبے قرار دے۔''

خلاصہ یہ کہ امام حسین علیہ السلام کی یہ دعا معارف الٰہیہ کا عظیم گنجینہ اور معنویت و روحانیت کا وہ عظیم الشان دریا ہے جس کے مضامین عالیہ کا احاطہ نہ تو اس مختصر تحریر میں ہوسکتا ہے اور نہ ہم جیسے عاصی و ناقص انسان اس بحر معارف میں غوطہ زن ہونے کی طاقت رکھتے ہیں۔اس مختصر مقالے میں فقط بعض اقتباسات کے ذریعے دعائے عرفہ کے عظیم معارف کی چند جھلکیاں پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

*****

حوالہ جات

1 ۔راغب اصفہانی، مفردات، ص۵۶۰
2 ۔قریشی، التحقیق لکلمات القرآن الکریم، ج۸، ص۱۲۰
3 ۔صدوق، من لایحضرہ الفقیہ، ۲، ص۲۱۱، حدیث: ۲۱۸۲، مفاتیح الجنان، ص۶۷۶، تہران ۱۳۷۱ش
4 ۔کلینی، الکافی ج: ۴ ص: ۱۴۶ و ۵۴۱
5 ۔صدوق، من لایحضرہ الفقیہ، ج۲، ص۲۱۱
6 ۔قمی، شیخ عباس، مفاتیح الجنان، ص۱۰۱، مصباح المتہجد، ص850
7 ۔قطب راوندی، الدعوات راوندی، ص18
8 ۔مجلسی، محمد باقر، بحارالانوار، 90، ص294
9 ۔مجلسی، محمد باقر، بحارالانوار، ج94، ص123
10 ۔صدوق، من لایحضرہ الفقیہ، ج۲، ص۲۱۱، حدیث ۲۱۸۳، جامعہ مدرسین، قم
11 ۔تفصیل کے لئے دیکھئے مفاتیح الجنان اور دیگر کتب ادعیہ
12 ۔دائرۃ المعارف تشیع، ج۷، ص۵۲۹
13 ۔جوادی آملی، عبداللہ، صہبای حج، ص428
14 ۔جبل الرحمہ، سرزمین عرفات میں اپنے ارد گرد موجود پہاڑوں سے الگ ایک پہاڑ ہے۔اسی پہاڑ کی ایک چٹان پر کھڑے ہو کر رسول اکرم ﷺ نے اپنا مشہور خطبہ عرفات پڑھا تھا،اسی طرح سید الشہداء امام حسین علیہ السلام نے بھی اسی پہاڑ کے دامن میں عرفہ کے دن مشہور دعائے عرفہ پڑھی تھی۔
15 ۔سورہ انعام۔آیت ۴۴
16 ۔ایضاً، آیت ۴۵
17 ۔محمد باقر مجلسی، بحارالانوار، ج۴۷، ص۴۰۲ مناجات امام علیؑ
18 ۔سورۂ ابراہیم آیت ۳۴
19 ۔اقبال الاعمال، ج2، ص74، مستدرک الوسائل، ج10، ص23؛ مفاتیح الجنان، اعمال روز عرفہ

20 ـ شیخ طوسی، مصباح المتہجد، ص ۵۸۳، مؤسسہ فقہ الشیعہ لبنان، ۱۴۱۱ھ